سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

# اخلاق حسنہ اور ہمارا کردار

## (۲)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعدفاعوذبالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم وعبادالرحمن الذین یمشون علی الارض واذاخاطبهم الجاهلون قالوا سلاما (سورة الفرقان) ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب بات کرنے لگیں ان سے ناسمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت۔

عن عائشہؓ قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ان المؤمن لیدرک بحسن خُلقِه درجة الصائم القائم(رواه ابی داؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ مومن اپنے بہترین اخلاق کیوجہ سے (دن کو) روزہ رکھنے والے اور رات بھر عبادت کرنے والے کے مقام کو پالیتا ہے۔

### اخلاق حسنہ کی تعلیم:

محترم سامعین ہر عمل کی بنیاد اخلاق ہوتے ہیں۔ جیسے اندرونی مادہ میں اخلاق ہونگیں۔ ظاہری عمل انہی اخلاق کے مطابق ہونگے اگر بنیاد یعنی اخلاق پاکیزہ ہوں تو جن اعمال کا اظہار ہوگا وہ بھی پاکی اور صفائی کی صفت سے مالا مال ہونگیں۔ حضور اکرم ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو مخاطبین کو تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق کو صحیح سمت پر آمادہ کرنے کے لئے دن رات مساعی فرماتے۔ سب سے پہلے خود عمل فرما کر جہلائے عرب کیلئے اعلیٰ ترین ماڈل بن گئے پھر زبان سے جس حکم کا اظہار فرماتے اور جیسے عمل کرتے دیکھنے والوں نے اسی فعل وقول او اخلاق حسنہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا۔

### سرکارِ دوعالم ﷺ کا خلق عظیم:

آنحضرت ﷺ کے حکیمانہ اور مشفقانہ تعلیم ہی کا نتیجہ تھا کہ ان کا پختہ عقیدہ بن گیا کہ جیسے اخلاق ہونگیں اسی کے مطابق اعمال ہونگیں۔ کفر وگمراہی کے دور میں اخلاق برے تھے تو اعمال بھی گناہوں سے بھرپور۔ رحمۃ دوعالم نے

نہ صرف نبوت کے منصب سنبھالنے سے پہلے بلکہ مبعوث ہونے کے بعد اخلاق درست فرمائے تو اعمال بھی نہ صرف ان کیلئے بلکہ پورے امت کیلئے راہنما اصول کی حیثیت اختیار کر گئے۔ اکثر آپ کے سامنے علماء وخطباء ''اخلاق محمدی ﷺ'' کے موضوع پر مختلف جہات سے وعظ فرماتے رہتے ہیں غرض یہ ہوتا ہے کہ امت کو معلوم ہو جائے کہ سرکار دوعالم ﷺ کس خلق عظیم کا مظاہرہ اپنوں اور غیروں سے فرمایا کرتے تھے اسی کو اپنا کر موجودہ مشکلات تفرقہ بازی اور لامتناہی آفتوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اخلاق تک پہنچانے والا سیدھا راستہ وہی ہے جس پر محمد عربی ﷺ نے چل کر امت کیلئے اخلاق ربانی واعمال صالحہ کے ایسے مثال قائم کئے جن کا نظیر رہتی دنیا تک ملنا ناممکن ہے۔

متانت واعتدال: مسلمان کی اس ایک ہی صفت جس کا ذکر ابتدائی تلاوت کردہ آیت کریمہ میں کیا گیا کہ رحمان کے برگزیدہ بندے وہ ہیں کہ ان کے چال ڈھال میں عجز وانکساری متانت اور بے تکلفی موجود ہو۔ قارون کی طرح اکڑ کر تکبرانہ انداز سے روئے زمین پر نہیں چلتے جیسے کہ آج کل اہل ثروت اور نشۂ عہدہ واقتدار میں مست لوگوں کا وطیرہ ہے اور اگر کہیں جہلاء سے واسطہ پڑ جائے تو ان کے عامیانہ اور جاہلانہ قول وفعل کا جواب جاہلانہ انداز میں دینے کے بجائے نرم الفاظ میں دے کر ایسے لوگوں کے ملنے ہی سے احتراز کرتے۔ اسی اعلیٰ ترین خصوصیت کا ذکر حضور ﷺ کے گفتار وکردار میں کثرت سے موجود ہے۔ سینہ نکال کر متکبرین کی طرح چلنے کے بجائے جھک کر عاجزانہ شکل میں زمیں پر گامزن رہتے۔ حضرت علی کرم اللہ حضور ﷺ کے شکل وصورت اور ساخت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں. اذا مشی تکفا تکفؤا کا نما ینحط من صبب الخ ترجمہ: جب امام الانبیا ﷺ راستہ پر چلتے آگے کو جھک کر رفتار کا سلسلہ جاری رکھتے۔ تشریح کرنے والوں نے لفظ تکفؤ کے کئی معنی ذکر کئے جن میں ایک مفہوم یہی بھی ہے اگرچہ آنحضرت ﷺ اخلاق حسنہ کے ایسے جامع تھے جن پر تمام معنوں اطلاق ہوتا ہے۔ سینہ تان کر زمین پر چلنا ان کے انکساری اور تواضع کے خلاف ہیئت تھی جس پر کبھی بھی عمل پیرا نہ رہے۔ اگر آج ایک شخص سینہ نکال کر شیطانی تکبر کا راستہ اختیار کرے تو مالک الملک جل جلالہ کے فرمان کے مطابق اس کا سر آسمان تک پہونچ سکتا ہے اور نہ زمین کو چیر سکتا ہے انجام کار ذلت اور رسوائی حاصل کر کے قارون کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ جو اس جاہلانہ انداز کیوجہ سے خود اور اپنے مال سمیت زمین میں دھنس کر اونچا جانے کے بجائے مسلسل زمین کے اندر پہنچنے کے جانب رواں دواں ہے۔ اگر اخلاق متکبرانہ ہوں اور ہماری تمنا جنت کا حصول ہو تو کانٹے بو کر اس سے پھل اور میوہ جات حاصل کرنے کی توقع رکھنا حماقت ہی ہے۔

عاجزانہ افتادِ طبع اور گھر کا کام کاج: ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ وعن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لایدخل النار من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل ایمان ولایدخل الجنة احد فی قلبه مثقال حبة من خردل من کبر (رواہ مسلم) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت ﷺ سے روایت

کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان کے ثمرات موجود ہوں (ہمیشہ کیلئے) جہنم میں داخل نہ ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہو (جب تک تکبر سے پاک وصاف نہ ہو) جنت میں داخل نہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا مرتبہ ومقام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ وبرتر ہے مگر اتراہٹ اور بڑائی سے اتنے دور رہے کہ گھر کے کام کاج اپنے مبارک ہاتھوں سے کرتے روایت ہے۔ **وعن الاسودؓ قال سالت عائشةؓ ماکان النبی ﷺ یصنع فی بیته قالت کان یکون فی محنة اهله تعنی خدمه اهله فاذاحضرت الصلوة خرج الی الصلوة(رواه البخاری)** ترجمہ: حضرت اسود نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ گھر میں کیا کیا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا حضور ﷺ اپنے گھر میں گھریلو امور کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہو جاتا سب کام کاج چھوڑ کر نماز پڑھنے کے لئے تشریف لیجاتے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو آج اپنے قائد اور مرشد اعظم ﷺ کے اس سنت پر عمل کر کے ان کے اخلاق مبارکہ کا خواہاں ہو۔ اکثر اپنے آپ کو غیرتمند اور بارعب ظاہر کرنے گھریلو کاموں میں اہل وعیال کا ہاتھ بٹانا جاہلانہ اور غیر شرعی غیرت اور مردانگی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ جو کہ خالصۃً دینی تعلیمات سے غفلت اور ناسمجھی ہی کا نتیجہ ہے جسے بے غیرتی اسلام میں سمجھنا چاہیئے آج کے رسم ورواج میں اسے غیرت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جہاں غیرت کا موقع ہو اسے بے غیرتی سے تعبیر کر کے باعث فخر سمجھا جاتا ہے۔

**تہذیب واخلاق کی ایک عمدہ مثال:** اللہ ورسول کے دشمن پیغمبر کے خلاف جس طرح گندی زبان استعمال کرتے حضور ﷺ بطور بدلہ وہ نامناسب لفظ بھی زبان پر نہ لاتے تاکہ اس غیر اخلاقی گفتگو میں ان کے ساتھ مشارکت نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ **وعن عائشہؓ قال استاذن رهط من الیهود علی النبی ﷺ فقالوا السّام علیکم فقلت بل علیکم السّام واللعنة فقال یاعائشه ان الله رفیق یحب الرفق فی الامر کله قلت اولم تسمع ماقالوا قال قدقلت علیکم الخ(رواه البخاری ومسلم)** (ترجمہ) حضرت عائشہ روایت کر رہی ہیں کہ ایک دفعہ یہودیوں کے ایک وفد نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی (اجازت دی گئی) جب حاضر ہوئے (تو السلام علیکم کی جگہ اسام علیکم کہا جس کے معنی ہیں کہ تمہیں موت آئے) تو میں نے یعنی عائشہ نے کہا بلکہ تم کو موت اور لعنت آئے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ رب العالمین محبت ونرمی کرنے والا اور ہر کام میں محبت ونرمی چاہتا ہے۔ میں (عائشہ) نے کہا آپ نے سنا نہیں انہوں نے سلام کی بجائے موت کی بددعا دی امام الانبیا ﷺ نے فرمایا میں نے ان کی بات سنی اور (ان کے جواب میں کہا) وعلیکم یعنی تم پر یہی بددعا صادق آئے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو فرمایا تم بے ہودہ، قابل مذمت باتیں کرنے والی مت بنو کیونکہ اللہ تعالیٰ غیر مہذب اور اخلاق سے عاری باتوں کو پسند نہیں فرماتے۔

**نبوی حلم و درگذر:** محترم حضرات دیکھئے ایک طرف اسلام دشمن افراد جو گالم گلوچ اور غیر شائستہ افعال واقوال، ہتک وتوہین پر مشتمل سلوک اپنا استحقاق سمجھتے ہیں۔ دوسرے جانب سراپائے رحمت محمد ﷺ ہیں کہ کسی موقع پر بھی طیش میں آ کر بدکلامی کرنے والے کے طرح غیر اخلاقی زبان درازی نہیں کرتے بلکہ ایسے غضب ناک موقع پر بھی حلم، بردباری اور بہترین اخلاق کا مظاہرہ کرکے امت کیلئے اسی قسم کے اخلاق اپنانے کی راہنمائی فرمائی۔ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بات آنحضرت ﷺ کو پسند نہ آتی اس سے تغافل فرما کر ٹال دیتے۔ اسی حلم، درگزر، خوش خلقی اور چشم پوشی کا نتیجہ تھا کہ سخت اور مشدد مخالفین جو بارگاہ رسالت کی تعظیم اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھنے کے قطعی روادار نہ تھے۔ حضور ﷺ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہونے کے شرف سے مالا مال ہوئے۔

**پرندوں پر شفقت:** نرم خوئی اور رفق توان کی ایسی صفت تھی جو صرف انسانوں تک محدود نہ تھی بلکہ پرندے، چرندے بھی ان اوصاف سے فیض یاب ہوتے۔ روایات میں ہے کہ ایک شخص نے ایک چڑیا کے گھونسلے سے انڈے اٹھالئے چڑیا حضور ﷺ کے سامنے اپنے طریقے کے مطابق فریاد کرنے لگی۔ آنحضرت ﷺ نے انڈے اٹھانے والے صحابی کو بلا کر گھونسلے میں واپس رکھنے کا حکم دیا۔ انڈے رکھتے ہی چڑیا کو سکون مل کر واپس ہوئی۔ بداخلاقی کے جواب میں خوش اخلاقی سے پیش آنا آپ ﷺ کے کمال ضبط وتحمل کی دلیل ہے۔

**گلے میں پھندا ڈالنے والے کو بھی نواز دیا:** حضرت انسؓ حلیم نبوی کا ذکر کرتے ہوئے واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ اس وقت حضور ﷺ کے مبارک جسم پر یمن کے نجران شہر کی بنی ہوئی چادر تھی، جسکے کنارے موٹے اور سخت تھے۔ ایک دیہاتی نے آ کر حضور ﷺ کے چادر کو پکڑ کر زوردار طریقے سے کھینچا۔ آنحضرت ﷺ کھینچ کر اس کے سینہ سے لگ گئے۔ حضرت کہتے ہیں کہ اتنے زور سے دیہاتی نے چادر کھینچا کہ چادر کے سخت حاشیے حضور ﷺ کے گردن مبارک سے اس سختی اور رگڑ سے زخمی ہونے کے قریب ہو کر گردن پر چادر کے کناروں کے نشان پڑ گئے پھر شان نبوت کا ادب اور رعایت کئے بغیر وہ دیہاتی کہنے لگا۔ اے محمد ﷺ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا جو مال ہے اسمیں سے کچھ مجھ کو دیدو۔ شفیع المذنبین ﷺ نے حیرت کے ساتھ اس کی طرف دیکھا اور پھر لطف ونرمی جو ہمیشہ غالب رہی مسکرا کر اس دیہاتی کو کچھ دینے کا حکم فرمایا۔

**اعلیٰ اخلاق کا نمونۂ کامل:** محترم حاضرین دنیا میں بے شمار اخلاق کے علم بردار اور معلمین پیدا ہوئے۔ جن میں انبیاء ورسول بھی تھے۔ دانشور وحکماء بھی تھے۔ ضخیم اور بے شمار جلدوں پر مشتمل تصانیف ونظریات بھی دنیا کو پیش کئے۔ مگر رحمت دوعالم ﷺ کا ان تمام معلمین اخلاق میں مقام کچھ اور ہی ہے سب سے اعلیٰ وبلند ہے۔ ان کی حیات طیبہ نہ صرف نمازوں اور عبادت گذاروں کے لئے نمونہ تھی بلکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جتنے حقوق وفرائض کی ادائیگی

انسان پر لازم کردی گئی ہر ایک عمل میں انصاف وعدل کا دامن مضبوطی سے تھامے رہے جن پر عمل کرنے سے نہ صرف مسلمان بلکہ پوری انسانیت کو سکون واطمینان پیدا کرنے والا انقلاب رونما ہوسکتا ہے اخلاق کو صرف ترحم، شفقت اور تواضع تک محدود رکھنا کم علمی کا ثبوت ہے کیونکہ زندگی کے شعبوں اپنا ہو یا غیر ہو، دشمن و دوست چھوٹے بڑے، مالدار، مفلس، طاقتور و کمزور، مرد وعورت، جلوت وخلوت اور حالت امن وجنگ الغرض ہر شعبہ زندگی میں اخلاق کو بروئے کار لانا ایک اعلیٰ اخلاق کے حامل فرد کیلئے ضروری ہے۔

**ایفاءعہد:** کسی سے وعدہ کرکے اس کا ایفاء کرنا اخلاق کے حسن کی گواہی ہے وعدہ خلافی کرنے والے کو اللہ ورسول ﷺ اور معاشرہ بداخلاق کے نام سے پکارتے ہیں۔آنخضرت ﷺ میں وعدہ کو تکمیل کرنے کی صفت بدرجہ اتم موجود تھی مسلمان تو ماننے والے تھے حتی کہ دشمن وکفار بھی اسکے معترف تھے۔ایفائے عہد کی خاطر آنخضرت ﷺ کا تکلیف برداشت کرنے کا واقعہ حضرت عبداللہ بن ابی الحسماء کے زبانی سن لیجئے عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سودا کرکے کوئی چیز خریدی، کچھ ادائیگی کردی اور باقی حصہ اسی جگہ ایک مقررہ وقت بتایا کہ حاضر ہوکر ادا کرونگا۔ میں وعدہ بھول گیا۔تیسرے دن حضور ﷺ سے کیا ہوا وعدہ یاد آکر اسی مقررہ جگہ بقیہ رقم کی ادائیگی کے لئے میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ آنخضرت ﷺ اسی جگہ تشریف فرما ہیں مجھے دیکھ کر صرف اتنا فرمایا تم نے مجھے بہت بڑی زحمت میں مبتلا کردیا۔ میں حسب وعدہ تین دن اسی جگہ تمہارا انتظار کررہا ہوں۔حضور ﷺ کے وعدہ پورا کرنے کے اس واقعہ بیان کرنے پر اکتفا وقت کی کمی کی وجہ سے کررہا ہوں۔ورنہ اس موضوع پر اگر حضور ﷺ کے واقعات سنانا شروع ہوتو وقت کا ایک بڑا حصہ بھی اس کیلئے کم ہوگا۔

**اخلاص نبوی حضرت خدیجہؓ کی زبانی:** کمزور وناتواں کی مدد کرنے کو بھی عبادات اور اللہ کی خوشنودی میں اہم درجہ حاصل ہے۔اور یہ خلق عظیم بھی آنخضرتؐ کی سیرت میں آپ کے معمولات میں سے اہم معمول تھا۔اس خاصیت کا ذکر حضرت عائشہ کی ایک طویل حدیث جب ابتدائی وحی آئی میں موجود ہے کہ جب غار حرا میں جبرائیل آنخضرت کے پاس وحی لے کر پڑھنے کا عرض کیا۔آپ نے پڑھنے پر قادر نہ ہونے کا فرمایا تو حضرت جبرائیل نے آنخضرت کو اپنے سینے سے لگا کر خوب زور دیا۔یہ سلسلہ تین دفعہ جاری رہا۔جس سے آنخضرت کو کچھ تکلیف بھی ہوئی اس کے بعد جب پڑھنے کا کہا۔ابتداء جمہور علماء کے نزدیک سورۃ اقراء سے کی۔فرشتہ رخصت ہونے کے بعد گھر تشریف لائے وحی کی رعب اور شدّت کی وجہ سے سخت خوفزدہ دل وبدن کانپ رہا تھا بخار کے ساتھ یہ کیفیت لاحق رہی سردی لگ رہی تھی جیسے کہ بعض اوقات بخار میں ہوتا ہے۔جب سکون واطمینان سے ہوئے حضرت خدیجہؓ کو تمام واقعہ سنادیا۔انہوں نے حضورؐ کو تسلی دی کہ آپ نہ گھبرائیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی مایوس نہ فرمائیں گے۔پھر حضرت خدیجہؓ نے آپ کے اعلیٰ اخلاق اور معاملات کا ذکر شروع کردیا جن میں سے چند یہ ہیں کہ **انک لتصل الرحم وتصدق الحدیث**

**وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق الخ** (ترجمہ) آپ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ آپ کبھی کسی سے جھوٹ نہیں بولتے آپ دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ آپ غریبوں اور فقراء پر خرچ کرتے ہیں آپ مہمانوں کی خاطر مدارات کرتے ہیں اور آپ لوگوں کے ساتھ ان کے حقیقی مشکلات اور حادثات میں مدد کرتے ہیں (اگر چہ ان کا معاملہ آپ کے ساتھ آپ کے معاملہ کے برعکس تعلق کے انقطاع اور بدسلوکی کا ہوتا ہے۔

**حضورﷺ اپنے ایک خادم کی بکریوں کا دودھ دوھ لیا کرتے تھے:** انہی خلق حسنہ کی وجہ سے صحابی حضرت جناب بن ارت جب رحمت دو عالمﷺ کے حکم پر جہاد کے لئے گئے۔ گھر میں خانہ داری امور سنبھالنے کے لئے اور کوئی مرد نہ تھا۔ گھر میں موجود مستورات کو دودھ دوھنے کا طریقہ معلوم نہ تھا۔ یہی تحمل الکل کا مجسم یعنی حضورﷺ بذات خود روزانہ ان کے گھر جا کر دودھ دوھ لیا کرتے تھے۔ آج دنیا کے وہ لوگ جو اسلام کے دشمن اور حضورؐ کے حیاۃ طیبہ سے ناواقف ہیں اعلیٰ اخلاق کے لئے نمونہ اپنے خود ساختہ علمبرداروں' لینن' سٹالن اور ماز وے تنگ وغیرہ کے اعمال ناموں کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔ تو کیا ان کے ان نام نہاد اخلاق کے داعیوں میں سے کسی ایک میں یہ خوبی موجود ہے۔ ہمارے آقا کا مزاج تو یہ ہے کہ نماز شروع کر رہے ہیں۔ ایک دیہاتی نے آ کر آپ کا دامن پکڑا۔ کہا میرا تھوڑا سا کام رہ گیا ہے۔ پہلے اسے تکمیل تک پہنچادو کہیں میں بھول نہ جاؤں۔ آپﷺ نے اسی وقت نماز پڑھنا ترک کر کے اس بدو کے ساتھ مسجد سے باہر جا کر اس کا کام مکمل کرنے کے بعد واپس آ کر نماز ادا کی۔

**اضیاف کی خاطر و مدارات:** امام غزالیؒ کے قول کے مطابق انسان کا تمام اخلاق ذمیمہ سے پاک ہونا ہی حسن خلق کہلاتا ہے جب تک انسان کی تمام باطنی وظاہری احوال تعریف کے قابل اور پسندیدہ نہ ہوں اس وقت تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں شخص اخلاق حسنہ کا مالک ہے۔ اخلاق حسنہ کی ایک خصلت نو وارد جسے مہمان کہا جاتا ہے اکرام کرنا' اسی اعزاز و اکرام سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اخلاق کے کس مقام پر فائز ہے۔ بخیل شخص مہمان کو دیکھ کر اس کے پیشانی پر بارہ بج جاتے ہیں' آنے والا شخص میزبان کے حرکات وسکنات سے محسوس کر لیتا ہے اس کے پاس میرا آنا کتنا بھاری ثابت ہوا اس کے برعکس سخاوت جو کہ اعلیٰ اخلاق کی نشانی ہے جس میں یہ صفت ہو مہمان کو دیکھ کر اپنے آنکھ اور ابرو بچھانے کے لئے تیار ہو کر مہمان کی آمد پر خوشی سے سرشار ہے۔ وہ اسے سنت ابراہیمی اور روئے زمین پر سب سے پہلے مہمان کی اعزاز و اکرام کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھ کر اپنے استطاعت کے مطابق سب کچھ پیش کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ ابراہیمؑ کے نسبی اور روحانی اولاد میں محمد مصطفیٰﷺ ہیں اپنے داد کی یہی خصلت بھی بدرجہ اتم موجود تھی۔ جنھوں نے اپنی امت اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو اپنے عمل اور احکامات سے ثابت کر دیا کہ اپنی سیرت میں اس خوبی کو شامل کرنا مسلمان کے لئے لوازمات دین میں

سے ہے کہیں ارشاد فرمایا:

**عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلیکرم ضیفه الخ (رواه بخاری ومسلم)** ''حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص قیامت اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر مدارت کرے۔''

اور کہیں فرمایا: **عن المقدام بن معد بکرب سمع النبی ﷺ یقول ایمامسلم ضاف قوماً فاصبح محروماً کان حقا علی کل مسلم نصره، حتی یاخذله، بقراه من ماله وزرعه (رواه الدارمی)**

ترجمہ: حضرت مقدام ابن معد بکربؓ روایت کرر ہے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم کے ہاں مہمان ہوا اور (میزبانی نہ کرنے کی وجہ سے) اس نے محرومی کی حالت میں صبح کی تو ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ اسکی مدد کرے یہاں تک کہ اس میزبان سے اس کے مہمانی کے مقدار وصولی کر کے خواہ اس کے مال اور کھیتی باڑی سے کیوں نہ ہو۔

**ضیافت میں انتقام نہیں انعام دینا چاہیے:** آنحضرت ﷺ تو رحمت، شفقت اور درگزر کے حسین پیکر اور نمونہ تھے، میزبانی نہ کرنے والے سے بھی حسن اخلاق وسلوک کی تلقین فرمائی۔ قربان جائیں اس مشفق ومہربان سے جس کا یہ فرمان ہے: **عن ابی الاحوص الجشمی عن ابیه قال قلت یا رسول الله ارأیت ان مررت برجل فلم یقرنی ولم یضفنی ثم مربی بعدذلک اقریه ام لاجزیه قال بل اقره (رواه الترمذی)**

حضرت ابوالاحوص جشمی اپنے والد سے روایت کرر ہے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضور کے خدمت میں کہا یارسول اللہ اگر میں کسی شخص کے پاس مہمان بنوں اور وہ میری میزبانی (کا حق ادا) نہ کرے اور پھر اس کا آنا میرے یہاں ہو تو اس کی مہمان نوازی کروں یا بطور بدلہ میں بھی وہی سلوک کروں جو اس نے کیا آپ نے فرمایا بلکہ اس کی خاطر مدارت کرو یعنی وہ سلوک نہ کرو جو اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔

محترم حاضرین! یہی اس دین رحمۃ رافۃ کی خصوصیت ہے، اخلاق حسنہ کا معاملہ یہی ہے کہ اگر کوئی آپکے ساتھ عزت اور شرافت کا انداز اختیار نہ کرے تو تمہیں شرافت اور حسن سیرت کا معاملہ اختیار کرنا ہے۔ برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا ہے۔ اگر برائی کا جواب برائی سے دیا تو اس میں کوئی اجر وثواب نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ جیسے فلاں نے کیا اس کا جواب میں نے بھی اسی طرح دیا۔ کمال واحسان تب ہے کہ میرے ساتھ برا سلوک کرنے والے کیساتھ میں اچھا برتاؤ کروں۔

**مہمان نوازی کی نادر مثالیں:** آنحضرتؐ کی مہمان نوازی میں مسلمان اور کافر کا فرق نہ تھا۔ روایات میں ہے ایک دفعہ ایک کافر مہمان آیا۔ ایک بکری کا دودھ دوہ کر اسے پلایا جب اس سے اس کے شکم سیری نہ ہوسکی، دوسری بکری کا دودھ پلایا جب تسلی پھر بھی نہ ہوئی۔ تیسری بلکہ سات بکریوں کا دودھ اسے پلایا۔ جب تک مکمل طور پر اس کی بھوک ختم نہ

ہوئی پلاتے رہے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ مہمان آیا گھر میں جو کچھ ہوتا وہ سب اسے کھلا پلا دیتے۔ اور خود تمام اہل خانہ نبوت فاقہ سے گزری۔ اس پر اکتفا نہ فرماتے راتوں کو بار بار اٹھ کر مہمانوں کی خبر گیری میں مصروف رہتے۔

**حسن معاشرت:** محترم ساتھیو اگر کسی فرد کے اخلاق جاننا چاہیں۔ تو اس کی گھریلو زندگی کو دیکھیں۔ آج ہم میں سے اکثر دوستوں کے عمل کے دو رُخ ہوتے ہیں گھر سے باہر تو بڑا پارسا' اخلاق و رواداری' دیانت' صداقت' امانت اور صبر وتحمل کا نمونہ بن کر دوسروں پر اپنے بزرگی کا سکہ جمانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے مگر گھر کے اندر والی زندگی میں ذکر کردہ صفات اور اخلاق حسنہ کا شائبہ تک موجود نہیں ہوتا۔ خاندان کے بڑے چھوٹے' مرد و زن اپنے اہل خانہ سے تعلق و معاملہ دشمن کے معاملہ سے کم نہیں۔ گھر میں داخل ہوتے ہی غیض و غضب' بیوی و اولاد سے ہر معاملہ میں نفرت' بے اصولی اور ایک بدترین کردار والے انسان کا ہوتا ہے' ایسا شخص کبھی بھی ایک اعلیٰ کردار والے انسان کے کسوٹی پر پورا نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی گھریلو و عوامی زندگی ایک کھلی کتاب جس رحم' شفقت' محبت اور دل داری و دلجوئی کا معاملہ گھر سے باہر ہوتا' گھر کی چاردیواری میں بھی ازواج مطہرات اولاد سے وہی معاملہ ہوتا' ہمیشہ اپنے ازواج مطہرات کی شریعت کی حدود میں رہ کر ان کے ساتھ حسن معاشرہ کے اعلیٰ ترین نمونے پیش فرمائے تاکہ مسلم معاشرہ بھی ان ہی نمونوں پر گامزن ہو کر ایک با اصول اعلیٰ کردار پر فائز انسان کی حیثیت اور درجہ حاصل کرسکیں۔ حضرت عائشہ سرکار دو عالم ﷺ بہترین زندگی گزارنے کا ایک واقعہ ذکر فرما رہی ہیں۔ **وعن عائشہؓ عنها انها كانت مع رسول الله ﷺ في سفر قالت فسابقته ' فسبقته على رجلي فلما حملت اللحم فسابقته' فسبقني قال هذه بتلك السبقه (رواه ابى داؤد)**

حضرت عائشہ ایک سفر کے دوران حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھیں میں' آنحضرت ﷺ کے ساتھ پیدل دوڑیں (یہ دوڑ میں مقابلہ) تو میں نے ان سے آگے نکل کر سبقت حاصل کر لی (یعنی مقابلہ جیت لیا) (کچھ عرصہ کے بعد) جب میرے بدن کا گوشت بڑھ گیا۔ پھر ہم دونوں میں دوڑنے کا مقابلہ ہوا۔ اس بار آنحضرت ﷺ آگے نکلے۔ (خفگی اور پیچھے رہ جانے پر میری پریشانی اور دل داری کیلئے فرمایا)

پہلے جیت آپ کی تھی اب میں جیت کر معاملہ برابر رہا۔ اس سے معلوم کرنا کہ سرکار دو عالم ﷺ اپنے ازواج کے ساتھ خوشگوار' مسرت سے بھرپور زندگی گزارنے کیلئے ہر وہ کام جو شریعت کی رو سے جائز ہوا اختیار فرماتے۔ کبھی ان کی جائز معاملات میں حوصلہ شکنی اور بے جا پریشان کرنے کا ارادہ تک بھی نہ فرمایا۔ یہاں یہ یاد رکھیں کہ آپ ﷺ کا یہ مقابلہ شارع عام' مردوں کے درمیان یا سرِ بازار نہ ہوتا۔ آنحضرت ﷺ سے زیادہ کوئی شخص ایسا نہیں جو غیر مناسب اور شرع کے خلاف اعمال تو دور کی بات تصور کرنے سے بھی معصوم و محفوظ ہو۔ آج اگر کوئی مسلمان حضور کے ازواج مطہرات کے ساتھ اس حسن معاشرہ کا مظاہرہ کرنا چاہے تو بالکل کرسکتا ہے۔

**اہل وعیال سے حسن سلوک:** شرط یہ ہے کہ اسلامی حدود کے اندر ہو غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔ اور نہ کسی غیر اخلاقی حرکت کا ارتکاب ہو۔ یہی وہ حسن خلق تھا اپنے اہل وعیال کے ساتھ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **وعن عائشہؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ خیر کم خیر کم لاھلہ و انا خیر کم لاھلی (رواہ الترمذی)**

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے بیوی' بچوں' نوکروں اور اعزہ واقارب کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنے اہل وعیال کے حق میں بہتر ہوں۔

خلاصہ یہ کہ اگر کوئی آدمی دنیا اور غیروں کی مجالس میں بیٹھتے وقت ہنسی خوشی' پیار ومحبت سے پیش آئے اور اپنے اہل وعیال کی خوشی اور راضی رکھنے کا خیال نہ ہو تو ایسے آدمی کو بہتر انسان کہنا ہی مناسب نہیں۔

**بچوں سے محبت وشفقت:**

اس عالم رنگ وبو میں تو اللہ کے بعد جسکا مرتبہ ومقام ہے یعنی آنحضرت ﷺ ان کا بیوی بچوں سے سلوک یہ ہے جو ان کی جگر گوشہ حضرت فاطمہؓ کے بارہ میں احادیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت فاطمہ آپ ﷺ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ بیٹی کی پیشانی کو چومتے' جہاں تشریف فرما ہوتے وہ جگہ اپنی بچی کیلئے خالی کر کے اسی مسند پر بٹھا دیتے۔ حضرت فاطمہؓ کے جگر گوشوں یعنی اپنے نواسوں حضرت حسنؓ اور حسینؓ سے بے پناہ محبت کرتے' فرماتے یہ دونوں میرے گلدستے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کے گھر جب آنحضرت ﷺ تشریف لاتے۔ حضرت فاطمہ بچے لے آتیں حضور ﷺ ان کو چومتے' سونگھتے اور سینہ سے لپٹا کے رکھتے۔

محترم ساتھیو! حسن اخلاق کا دائرہ اتنا وسیع' غیر محدود اور زندگی کے تمام شعبوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے کہ کسی ایک موقع پر اس کے اہم ترین شعبہ جات جنہیں بدقسمتی سے امت کے اکثریت نے ترک کر دیا ہے کا ذکر آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں بیان کرنا مشکل ہے۔ انشاءاللہ آئندہ اخلاق حسنہ کے چند اور شاخوں کے بیان کی کوشش کروں گا۔ آج کا اختتام خاتم الانبیا ﷺ کے ارشاد پر کر رہا ہوں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن جن اعمال کو تولا جائے گا ان میں حسن اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہ ہوگی۔ رات بھر جاگ کر نفل نمازوں اور دن بھر بھوک و پیاس کو برداشت کر کے نفل روزوں سے جو مقام اور درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ وہی درجہ' اجر وثواب' حسن خلق سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

رب العزت مجھے اور آپ کو سیرت مطہرہ ﷺ پر چل کر انکے اخلاق طیبہ کو اپنانے کی توفیق رفیق فرمادیں۔ آمین۔

---